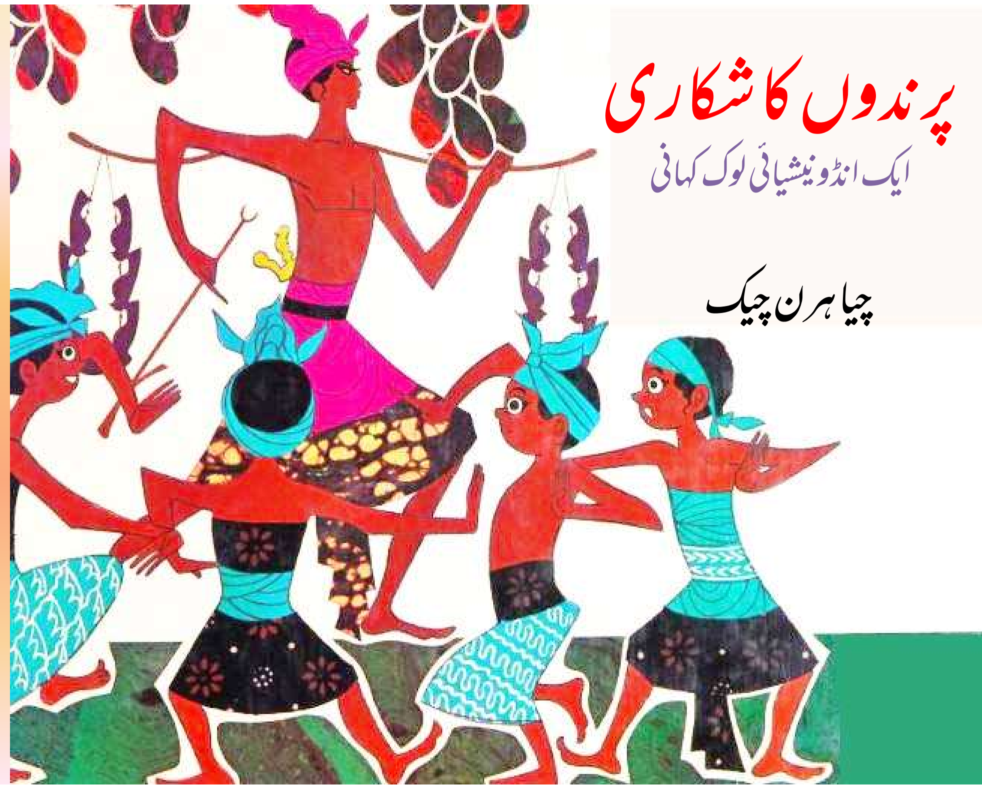
پرندوں کا شکاری

ایک انڈونیشیائی لوک کہانی

چیا ہرن چیک



پرندوں کا شکاری

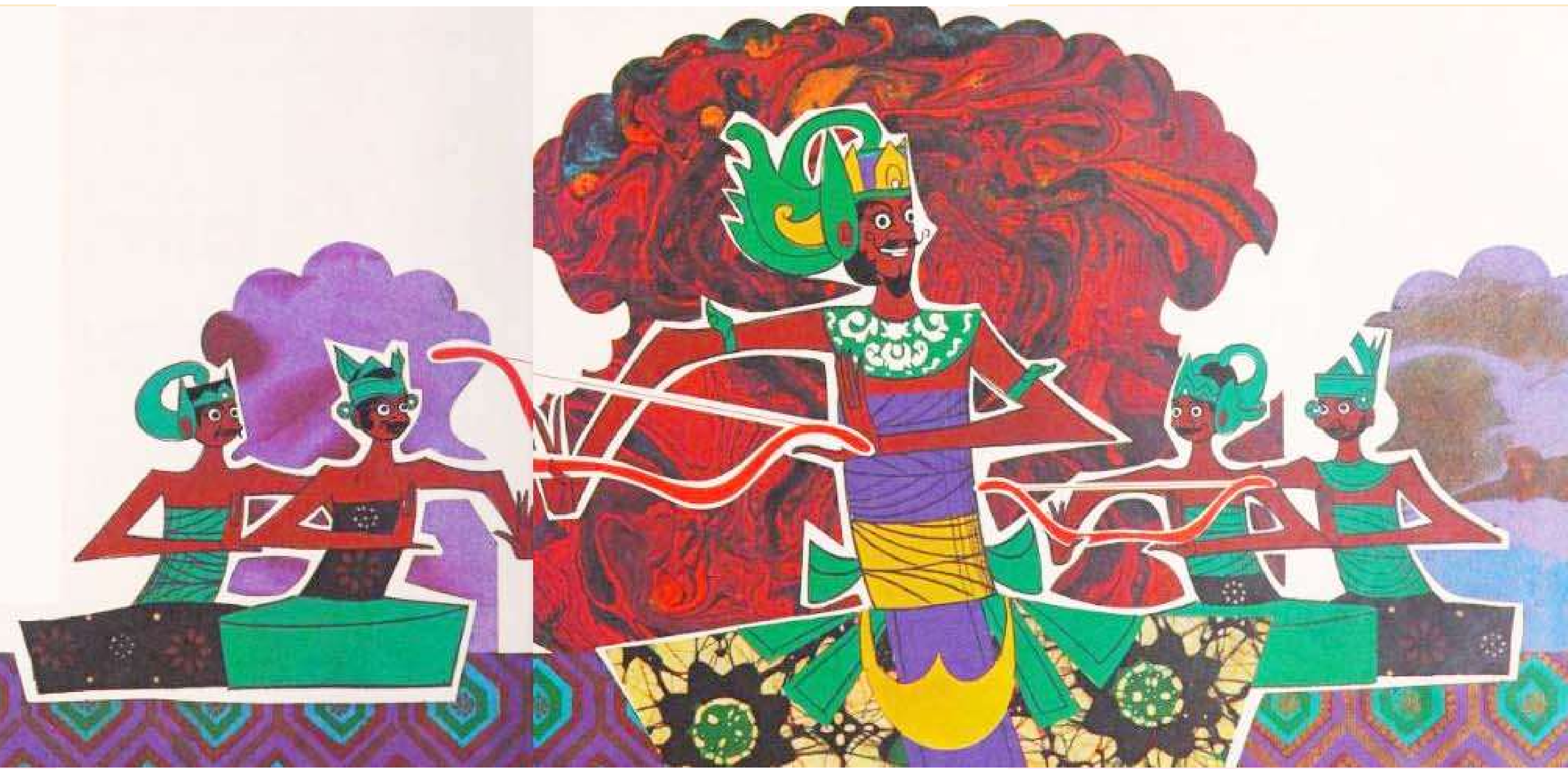
ایک انڈونیشیائی لوک کہانی

چیا ہرن چیک

ترجمہ : ابوابو زوہان، بحرین



راجہ اسحاق، جو اس سرزمین کا
حکمران تھا، تیر اندازی کا بہت شوقین
تھا۔ جب اس کے دوست دوسرے
موضوعات پر بات چیت کر رہے ہوتے،
وہ سورج نکلنے سے لے کر غروب ہونے
تک تیر و کمان کے بارے میں باتیں کرنا
کبھی بند نہ کرتا۔ جلد ہی، ہر کسی کو بادشاہ
کی تیر اندازی سے محبت کا علم ہو گیا۔



اب بادشاہ کی ایک بہت خوبصورت بیٹی تھی جس کا نام بنتنگ دیوی تھا۔ وہ اتنی خوبصورت تھی کہ ہر نوجوان مرد کی خواہش تھی کہ وہ اس سے شادی کرے۔ لیکن راجہ اسحاق نے یہ اعلان کر دیا کہ صرف ملک کا بہترین تیر انداز ہی اس کی بیٹی سے شادی کر سکے گا۔





چنانچہ ایک دن بادشاہ نے معاملے کا فیصلہ کرنے کے لیے تیر اندازی کا مقابلہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ دور و نزدیک سے بہت سے لوگ مقابلے میں حصہ لینے آئے۔ لیکن کوئی بھی انعام نہ جیت سکا، کیونکہ اتنے بہت سے لوگوں میں بھی بادشاہ کو کوئی ماہر تیر انداز نہ مل سکا۔



اب اس زمین میں واجن (Wajan) نامی ایک غریب پرندوں کا شکاری رہتا تھا۔ اس نے سنا کہ راجہ اسحاق کی ایک خوبصورت بیٹی ہے جو ملک کے صرف ماہر ترین تیر انداز سے ہی شادی کرے گی۔ واجن نے سوچا کہ اگر وہ شہزادی سے شادی کر سکے تو یہ کتنا شاندار ہوگا، اس لیے اس نے ایک چالاک منصوبہ بنایا۔

اس نے جال سے کچھ جنگلی پرندے پکڑے، پھر ان پرندوں کو مار کر ہر ایک کی داہنی آنکھ نکال دی۔ واجن نے پرندوں کو رسی سے باندھا اور ایک ڈنڈے سے لٹکا دیا۔ پھر اس نے محل کی طرف رخ کیا۔ راستے میں اس نے آواز لگائی:

'ایک آنکھ والے پرندے بکاؤ ہیں! ایک آنکھ والے پرندے بکاؤ ہیں!'

جلد ہی بچوں نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا، کیونکہ انہوں نے پہلے کبھی کسی آدمی کو ایک آنکھ والے پرندے بیچتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔



جیسے جیسے وہ آگے بڑھا، واجن مسلسل
پکارتا رہا، 'ایک آنکھ والے پرندے بکاؤ ہیں!
ایک آنکھ والے پرندے بکاؤ ہیں!' آخر کار وہ
محل کے دروازے پر پہنچ گیا۔ بادشاہ نے اپنے
دروازے پر بچوں کا ہجوم دیکھ کر ایک ملازم کو
بھیجا تاکہ وہ جا کر دیکھے کہ معاملہ کیا ہے۔





ملازم نے واپس آکر کہا،

"عالی جاہ، یہ صرف ایک غریب پرندوں کا شکاری ہے جو ایک آنکھ والے پرندے بیچ رہا ہے۔"

یہ سن کر بادشاہ نے کہا،

"اس آدمی کو فوراً اندر بھیجو۔"

چنانچہ واجن کو بادشاہ کے سامنے لایا گیا۔

راجہ اسحاق نے پوچھا، "کیا یہ سچ ہے کہ جو پرندے تم بیچ رہے ہو ان سب کی صرف ایک ہی آنکھ ہے؟"

غریب شکاری نے جواب دیا، "جی ہاں، عالی جاہ، میں ہمیشہ اپنے پرندوں کو تیر اور کمان سے آنکھ میں ہی مارتا ہوں۔"

بادشاہ نے کہا، ”نوجوان، تیر سے پرندوں کی آنکھ میں نشانہ لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تم یقیناً ملک کے سب سے بڑے تیر انداز ہو گے۔“

”تم جیسے عظیم تیر انداز کی ایک خوبصورت بیوی ہونی چاہیے۔ کیا تم میری بیٹی سے شادی کرنا چاہو گے؟“

پرندے پکڑنے والے نے فوراً جواب دیا،

”لیکن، عالی جاہ، میں تو صرف ایک غریب شکاری ہوں۔ میں اتنے پیسے کہاں سے لاؤں گا کہ آپ کی بیٹی کو وہ زندگی دے سکوں جس کی وہ عادی ہے؟“





واجن یہ سن کر بہت خوش ہوا لیکن اس نے احتیاط برتی کہ اس کی خوشی ظاہر نہ ہو

بادشاہ نے کہا، "آہ، تم نہ صرف ایک عظیم تیر انداز ہو، بلکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک ایماندار آدمی بھی ہو۔ ایک بادشاہ ہونے کے ناطے، میں تمہیں وہ تمام رقم دے سکتا ہوں جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ اور جہاں تک گھر کی بات ہے، تو تم محل میں ہی رہ سکتے ہو۔"

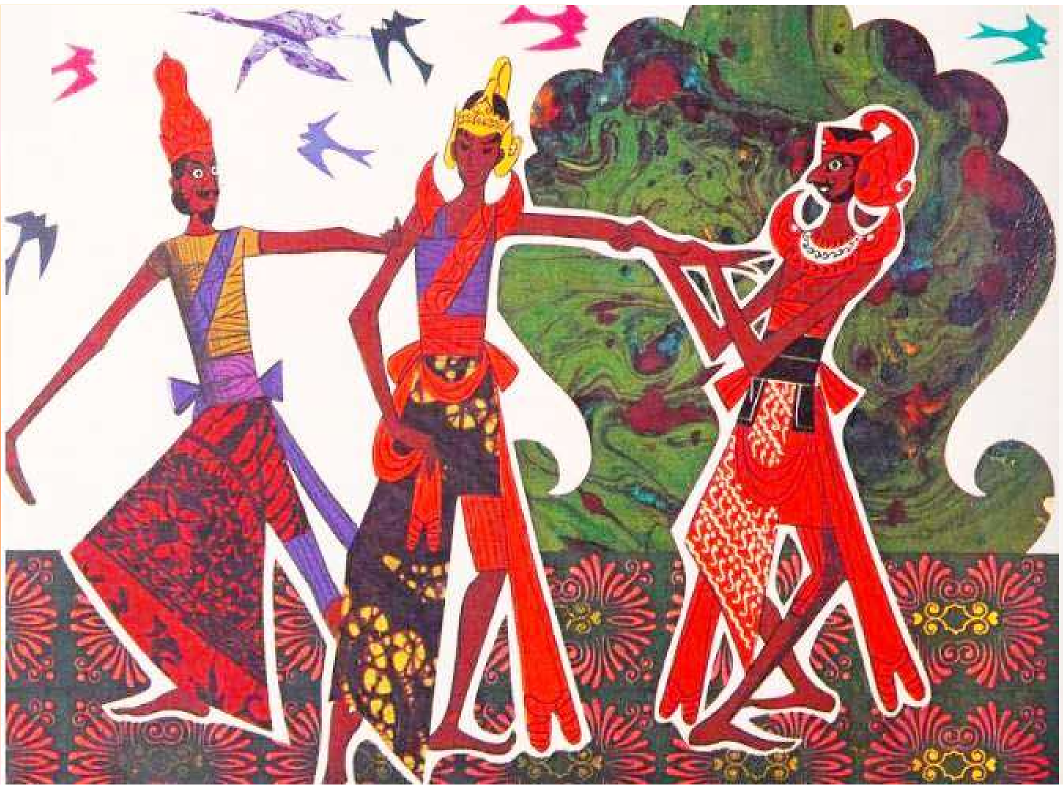
واجن یہ سن کر بہت خوش ہوا لیکن اس نے احتیاط برتی کہ اس کی خوشی ظاہر نہ ہو۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شادی ہوگئی۔ واجن نے وہ نئے کپڑے پہنے جو اسے دیے گئے تھے۔ وہ اپنے آپ سے بہت خوش تھا۔ آخر کار، اس کی خواہش پوری ہوگئی تھی۔ اب اس کے پاس سب کچھ تھا— بیوی کے روپ میں ایک خوبصورت شہزادی اور رہنے کے لیے محل میں ایک گھر۔





شادی کے موقع پر ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ راجہ اسحاق نے اپنے بہت سے دوستوں کو آنے کی دعوت دی۔ یہ ایک خوبصورت دن تھا۔ آسمان میں ہر رنگ کے پرندے اڑ رہے تھے۔ کھانا بہت عمدہ تھا اور موسیقاروں نے پہلے کبھی اس سے بہتر نہیں گایا بجایا تھا۔ ہر کوئی لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اچانک، جوش و خروش میں آکر بادشاہ نے اچھل کر کہا، 'سنو! اب یہ عظیم تیر انداز ہمیں تیر اور کمان کے ساتھ اپنی مہارت دکھائے گا۔'



یہ سن کر واجن تقریباً بے ہوش ہوگیا۔ جب وہ اس صدمے سے سنبھلا تو اس نے کہا، 'عالی جاہ، میں آپ کو اپنی مہارت دکھانا تو بہت چاہتا ہوں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ جب میں یہاں آیا تھا تو اپنا تیر اور کمان گھر چھوڑ آیا تھا۔' واجن نے سوچا کہ اس نے بہت ہی چالاک جواب دیا ہے۔

لیکن بادشاہ ٹلنے والا نہیں تھا۔ اس نے کہا، 'اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تم میرا (تیر کمان) استعمال کر سکتے ہو،' اور اس نے ایک ملازم کو اپنا تیر اور کمان لانے کے لیے بھیجا۔ اس تمام وقت واجن خوف سے کانپ رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جلد ہی اس کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ عین اسی وقت ملازم بادشاہ کا تیر اور کمان لے کر واپس آیا اور راجہ اسحاق نے وہ شکاری کے ہاتھوں میں تھما دیے۔ بادشاہ نے کہا، 'یہ لو، اب ہمیں اپنی مہارت دکھاؤ۔'





اب وِاجن نے پہلے کبھی تیر اور کمان استعمال نہیں کیا تھا۔ اس نے آہستہ سے ڈوری کھینچی اور تیر کا رخ آسمان کی طرف کیا، پھر وہ اسے چھوڑنے سے ڈرتا ہوا وہیں کھڑا رہا۔ پورے آسمان پر پرندے اڑ رہے تھے اور لوگ حیران ہونے لگے کہ یہ عظیم تیر انداز ایک بھی پرندہ کیوں نہیں گرا رہا۔ کچھ لوگوں نے تو کھلم کھلا اس پر ہنسنا شروع کر دیا۔ ایک نے کہا، 'دیکھو، یہ ڈر رہا ہے۔ یہ تو تیر اور کمان کو ٹھیک سے پکڑ بھی نہیں سکتا!'



آخر کار، ایک شخص اپنا صبر کھو بیٹھا۔ وہ شکاری کے پاس گیا اور اس کی کمر پر زور سے تھپڑ مارتے ہوئے کہا، 'اب نشانہ لگاؤ، عظیم تیر انداز!' کمر پر لگنے والے زوردار تھپڑ کی وجہ سے واجن کے ہاتھ سے تیر اس وقت چھوٹ گیا جب ایک سارس (crane) قریب سے اڑ رہا تھا۔ تیر پرندے کو لگا اور وہ مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔





راجہ اسحاق نے پرندہ اٹھایا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تیر سارس کی پتلی گردن کے آر پار ہو گیا تھا۔ اس نے حیرت سے کہا، 'تم واقعی سب سے عظیم تیر انداز ہو جو میں نے آج تک دیکھا ہے۔' ہر کوئی دنگ رہ گیا۔ لیکن واجن نے بہت غصے میں ہونے کا ناٹک کیا۔ اس نے اونچی آواز میں کہا، 'میں اب کبھی تیر اور کمان کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، میں ہمیشہ پرندوں کی آنکھ میں نشانہ لگاتا ہوں نہ کہ گردن میں۔ اگر کسی نے میری کمر پر نہ مارا ہوتا، تو میں یقیناً سارس کی آنکھ میں ہی نشانہ لگاتا۔'
بادشاہ نے فوراً اس آدمی کو سزا دی جس نے شکاری کی کمر پر مارا تھا۔

مصور (السٹریٹر)

پیکنگ میں پیدا ہونے والی، کوان شان میئ (Kwan ShanMei) نے چھوٹی عمر میں ہی شنگھائی میں عظیم چینی استاد چاؤہان میئ کے زیرِ سایہ فنِ مصوری سیکھا، جس کے بعد انہوں نے ہانگ کانگ منتقل ہونے تک ایک میگزین السٹریٹر کے طور پر کام کیا۔ ہانگ کانگ میں پریس اور کتاب پبلشرز دونوں کی جانب سے ان کی صلاحیتوں کی بہت زیادہ مانگ تھی۔ وہ 1963 میں ایک کثیر القومی پبلشنگ ہاؤس میں آرٹ ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالنے کے لیے سنگاپور تشریف لائیں۔ کوان شان میئ نے مشرقی ملبوسات پر وسیع تحقیقی کام کیا ہے اور ان کی مصوری (السٹریشنز) نے انہیں بین الاقوامی اور مقامی دونوں ایوارڈز جتوائے ہیں — بشمول بریٹیسلاوا انٹرنیشنل چلڈرن بک کمپیٹیشن ((BIB'75 میں 'آنرایبل مینشن'، 1974 کے سنگاپور فیسٹیول آف بکس میں 'بیسٹ ڈیزائنڈ بک آف دی ایئر' کے مقابلے میں گولڈ اور سلور میڈل، اور حال ہی میں 1975 کے فیسٹیول میں ایک اور گولڈ میڈل۔ ایک انتہائی ہمہ جہت آرٹسٹ، وہ اب فری لانس کام کرتی ہیں، حالانکہ ان کا زیادہ تر وقت 'موزگیٹ کلیکشن' (MoosegateCollection) کے لیے وقف رہتا ہے، جس کی وہ مرکزی مصورہ ہیں۔

مصنف

چیا ہیرن چیک (ChiaHearnChek) غالباً جنوب مشرقی ایشیا میں بچوں کی کتابوں کے سب سے مشہور مصنف ہیں۔ پیشے کے لحاظ سے ایک استاد، انہیں 1960 میں یونیورسٹی آف مشی گن انگلش لینگویج انسٹی ٹیوٹ میں انگلش لینگویج ٹیچنگ کا خصوصی کورس کرنے کے لیے امریکی محکمہ خارجہ کی طرف سے گرانٹ دی گئی۔ پانچ سال بعد، انہیں پبلشنگ اور کتابوں کی تیاری کا مطالعہ کرنے کے لیے یونیورسٹی آف لندن انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کی جانب سے برٹش کامن ویلتھ برسری (وظیفہ) سے نوازا گیا۔ 1969 میں، انہیں دوبارہ یونیسکو (UNESCO) ایوارڈ پر ٹوکیو بک ڈویلپمنٹ سینٹر بھیجا گیا تاکہ وہ بچوں کے ادب میں مہارت حاصل کر سکیں۔ انہوں نے بچوں کی کتابیں لکھنے کے حوالے سے بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمینارز میں کئی بار اپنے ملک کی نمائندگی کی ہے اور وہ سال 1975 اور 1976 کے لیے ایشیا میں کتابوں کی ترقی سے متعلق یونیسکو موبائل ٹریننگ ٹیم کے مشیر بھی رہے۔ کئی زبانوں میں شائع ہونے والے 'موزگیٹ کلیکشن' (MoosegateCollection) میں ان کے کام دنیا کے اس حصے میں اپنی نوعیت کے پہلے کام ہیں اور وہ ملکی اور بین الاقوامی دونوں منڈیوں میں انتہائی کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ بچوں کی کہانیاں لکھنے کے علاوہ، ہیرن چیک کا دوسرا شوق آرٹ ہے اور ان کا ایک اور پیار موسیقی ہے۔

مدیر (ایڈیٹر)

یونیورسٹی کالج لندن سے لائبریرین شپ کا ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد، ایلین کولویل نے 1926 میں شمالی لندن کے علاقے ہینڈن (Hendon) منتقل ہونے سے پہلے دو سال بولٹن لائبریری میں گزارے۔ اس وقت وہاں بچوں کے لیے لائبریری کی کوئی سہولت موجود نہیں تھی، اس لیے انہوں نے ایک لائبریری شروع کی۔ تین سال بعد وہ 'برو چلڈرن لائبریرین' بن گئیں، اور آج ہینڈن چلڈرن لائبریری دنیا کے کئی حصوں میں مشہور ہے، جو بچوں کے مطالعے کے میدان میں ایک بانی (پیش رو) کے لیے خراجِ تحسین ہے۔ جب برنیٹ کا نیا حلقہ (BoroughofBarnet) تشکیل دیا گیا، تو مس کولویل نے بچوں کے کام کی انچارج لائبریرین کے طور پر کام جاری رکھا، اور ان کی نگرانی میں اسکولوں اور لائبریریوں کی ایک بڑی تعداد آ گئی۔

ایلین کولویل انٹرنیشنل فیڈریشن آف لائبریری ایسوسی ایشنز کی بچوں کے لائبریری ورک کی کمیٹی کی سابقہ چیئر مین ہیں، اور وہ 1936 میں اپنے پہلے ایوارڈ کے بعد سے لائبریری ایسوسی ایشن کی کارنیگی میڈل کمیٹی کی رکن رہی ہیں۔

کہانی سنانا ہمیشہ سے ان کا خاص ذوق اور خوشی رہا ہے، اور یہ شوق انہیں برطانیہ کے کئی حصوں، ہالینڈ، امریکہ اور کینیڈا لے گیا۔ بچوں کی لائبریریوں اور کتابوں کے لیے ملک اور بیرونِ ملک ان کی منفرد خدمات کو 1965 کے نئے سال کے اعزازات میں تسلیم کیا گیا، جب انہیں M.B.E کے اعزاز سے نوازا گیا۔ اب ریٹائرمنٹ کے بعد، مس کولویل اپنا تمام وقت پورے ملک میں کہانیاں سنانے اور بچوں کے ادب پر لیکچر دینے میں صرف کرتی ہیں۔



جہاں تک واجن کا تعلق ہے، اسے پھر کبھی تیر اور کمان کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہ پڑی، چنانچہ سب نے یہی یقین کر لیا کہ وہ ملک کا سب سے عظیم تیر انداز تھا۔

ختم شد